بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اشارات

سقوطِ ڈھاکہ ایک ایسا رُوح فرسا المیہ ہے جس کے تصور سے سینے میں گھاؤ پڑتے ہیں اور جس کی وجہ سے نہ صرف پاکستان کے مسلمان بلکہ پُوری امّتِ مُسلمہ خون کے آنسو بہا رہی ہے۔ اس خیال سے دل کانپ جاتا ہے کہ سب سے بڑی مسلم مملکت کی سات کروڑ آبادی کو ہندو جارحیت ہڑپ کر گئی ہے اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ بہو اور بیٹیوں کی عصمت لُٹ رہی ہے اور بچوں کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ چشمِ فلک نے ظلم و استبداد کے بہت کم ایسے بھیانک مناظر دیکھے ہوں گے جنہیں وہ آج دیکھ رہی ہے۔

بھارت اپنی فتح مندی پر شادیانے بجا رہا ہے اور دنیا کی بڑی طاقتیں اُس کے ساتھ زیرِ لب مُسکرا رہی ہیں مگر انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ بھارت کی یہ فتح مندی اور بڑی طاقتوں کی اس ننگی جارحیت کی کھُلی اور درپردہ حمایت اِن قوموں کی بربادی کا آخری پیغام بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ قدرت کا یہ قانون ہے کہ انسانیت کا اجتماعی نظام جب تک حق و انصاف سے یکسر انحراف کر کے سراسر فساد نہیں بن جاتا وہ نوعِ بشری کو کسی آفاقی تباہی سے دوچار نہیں کرتی۔ وہ انہیں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ متنبہ کرتی ہے انہیں جھنجھوڑتی ہے مگر قدرت جب یہ محسوس کرتی ہے کہ انسانیت کا ضمیر اتنا مُردہ ہو چکا ہے کہ عبرت کے تازیانے بھی اس کے لیے بالکل بے اثر ثابت ہو رہے ہیں تو پھر اس کا قانونِ مکافات براہِ راست حرکت میں آ کر انسانیت کے ایک عظیم حصّے کو تہس نہس کر دیتا ہے۔

دنیا میں ظلم و فساد کی علمبرداری اور حق و انصاف کی بے کسی اور بے بسی کی اس سے زیادہ شرمناک صورت اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک طاقتور ملک محض اپنی طاقت کے نشے میں اور ایک استعمار پسند مملکت کے بل بوتے پر

اپنے ہمسایہ ملک پر ٹوٹ پڑتا ہے اور اس کی آزادی سلب کر لیتا ہے۔ دنیا کا کونسا ملک ایسا ہے جہاں آبادی کے مختلف گروہوں کے مابین تشکر رنجیاں پیدا نہیں ہوتیں اور یہ شکر رنجیاں بسا اوقات باہمی آویزش کی صورت اختیار نہیں کرتیں۔ خود بھارت جس نے اس آویزش کی آڑ لے کر پاکستان کو اپنے ظلم کا تختۂ مشق بنایا ہے آئے دن اس قسم کے حوادث کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں وہاں مختلف صوبوں میں صدر راج قائم ہوتے رہتے ہیں مگر اس کے اس اندرونی خلفشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی دوسرے ملک نے اس کی آزادی اور سالمیت پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ بھارت میں اب بھی اگر کوئی سوچنے والے دماغ موجود ہیں تو انہیں اس صورتِ حال اور اس غلط منطق کے طبیعی نتائج پر غور کرنا چاہیے۔ اگر پاکستان کے داخلی اضطراب سے اس کی سالمیت کو ختم کرنے کا جواز پیدا کیا جا سکتا ہے تو پھر بھارت کو اپنے حصے بخرے کرنے پر آمادہ رہنا چاہیے کیونکہ اس کے ہاں یہ انتشار پاکستان سے کہیں زیادہ شدید ہے۔ اُس نے اپنے ملک کے شر پسندوں کو خود ہی ایک ایسا راستہ دکھا دیا ہے جو اُس کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔

اس ضمن میں بھارت کے معقول لوگوں کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ کیا دنیا کی استعمار پسند طاقتیں جن کی مدد سے بھارت نے اپنے ایک کمزور ہمسایہ پر دستِ ظلم دراز کیا ہے صرف مشرقی پاکستان کو نگلنے کے بعد سیر ہو کر اطمینان سے بیٹھ جائیں گی اور ان کے اندر جوع الارض کا کوئی جذبہ موجود نہ رہے گا۔ انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح آدم خور کسی ایک آدمی کے خون سے سیر نہیں ہوتا اس طرح استعمار پسند عزائم رکھنے والی قومیں کسی ایک خطۂ ارضی پر قابض ہو کر مطمئن نہیں ہوتیں بلکہ کسی ایک حصے کو جب وہ ہضم کر چکی ہیں تو ان کی اشتہا بڑھتی ہے۔ اور وہ باقی حصوں کو بھی نگلنے لگتی ہیں۔ شاید مستقبل کے اسی خوف کے پیشِ نظر بھارت کی اس حماقت کا ذکر کرتے ہوئے کسی مفکر نے کہا ہے کہ اس ملک کے نادان حکمران اپنی نادانی سے خونخوار ریچھ کو اپنے دروازے پر لے آئے ہیں۔ اب یہ بھارت کی ہڈیاں چبائے گا اور اس کا خون چوسے گا۔

بھارت کے ساتھ جو کچھ بھی ہو، یہ اُس کا اپنا معاملہ ہے مگر افسوس ان قوموں پر اور ان بین الاقوامی اداروں پر ہے جو امن و صلح کے نقیب کہلاتے ہیں اور جنہیں مظلوموں کا آخری سہارا تصور کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے ساتھ جو ظلم و زیادتی ہوئی ہے یہ سب کچھ اقوامِ عالم کے سامنے ہوا ہے، تہذیب کے علمبرداروں نے،

تمدن و شائستگی کے مدعیوں نے یہ خونیں تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر کسی نے بھی عملی لحاظ سے کوئی دستگیری نہ کی۔ اقوام متحدہ میں عظیم اکثریت سے جو قرارداد پاس ہوئی اُس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی قریب قریب ساری قوموں کا ضمیر اس بات کی شہادت دے رہا تھا کہ ایک طرف راستی و صداقت ہے اور دوسری طرف کذب و دروغ بافی۔ ایک طرف مظلومانہ مدافعت ہے اور دوسری طرف جابرانہ اقدام، ایک طرف بے چارگی اور بے سروسامانی ہے اور دوسری طرف قوت و طاقت کا نشہ، مگر اس احساس کے باوجود اقوامِ متحدہ سوائے قراردادوں کے پاس کرنے کے اور کچھ نہ کر سکی۔ مغربی قوموں نے بڑے اطمینان سے اِس ظلم و ستم کو دیکھا اور خاموش رہیں۔ کسی نے بھی اپنا دستِ تعاون آگے نہ بڑھایا، کسی دردمند نے مظلوم قوم کی چارہ گری نہ کی یہاں تک کہ صداقت و راستی نے کذب و باطل کے آگے سر جھکا دیا اور ایک کمزور دیے نوا قوم اپنی حُریت اور آزادی کو حرص و ہوسنا کی کی دیوی کے آگے بھینٹ چڑھانے پر مجبور ہو گئی۔ بھارت کی ہوسِ استعمار پُوری ہو چکی اور اس کے ذریعے مغربی استعماریت نے ایک نئی اور شاندار فتح حاصل کر لی ہے۔ مگر دُور رس نگاہیں جانتی ہیں کہ یہ جنگ دنیا کی استعمار پسند طاقتوں کے لیے نقطۂ انحراف بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ یو۔این۔او کی اس بے حسی اور بے بسی نے اس تلخ حقیقت کو پُوری دنیا پر آشکارا کر دیا ہے کہ یہ ادارہ خواہ کتنے بلند بانگ دعوے کرے مگر دنیا کی بڑی قوموں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور وہ اس سے جو کام چاہیں آسانی سے لے سکتی ہیں۔ جنگ بندی کی قرارداد کو سلامتی کونسل میں جس طرح روس نے ویٹو کر کے حق و انصاف کا خون کیا اور کھلی جارحیت کی حمایت کی ہے اور دوسری قوموں نے اس کے مقابلے میں جس بے بسی کا مظاہرہ کیا ہے اسے دیکھتے ہوئے دنیا کی کمزور قوموں کا مستقبل نہایت تاریک نظر آتا ہے۔ بڑی قوموں کے اس انسانیت سوز طرزِ عمل سے یہ تلخ حقیقت بالکل کھل کر سامنے آئی ہے کہ ان میں سے کوئی قوم بھی حق و انصاف کی علمبردار نہیں بلکہ اندھی بہری قوت اور مادی مصالح کی پرستار ہے۔ ان کے مابین تعاونِ باہمی کا اصول استعمار پسند اقوام کے مابین تعاون کا اصول ہے۔ ان کی امن و صلح کی انجمنیں دنیائے عمل میں وہی کردار ادا کرتی ہیں جس کی طرف علامہ اقبال نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

ع بہرِ تقسیمِ قبور انجمنے ساختہ اند

ان کے مواعید مکر و فریب کے جال ہیں اس لیے کوئی کمزور قوم اپنی آزادی کے لیے ان پر تکیہ نہیں لگا سکتی کیونکہ انہیں اپنے مفادات دنیا کی ہر دوسری چیز سے عزیز تر ہیں۔

پھر ان کے طرزِ عمل سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ان قوموں کو اسلام اور مسلمانوں سے خاص کد ہے۔ انہیں جب بھی موقع ملتا ہے تو یہ سب سے پہلے اسلامی ممالک اور مسلم قوم کو تاخت و تاراج کرنے کے منصوبے بناتی ہیں۔ ان کے نزدیک اسلام آج بھی دنیا کا سب سے بڑا خطرہ ہے اور جو قوم بھی اس سے اپنی وابستگی کی دعویدار ہو اُسے یہ قومیں ایک ثانیہ کے لیے بھی برداشت نہیں کر سکتیں۔ بھارت کی وزیراعظم نے اپنے سینے میں چھپے ہوئے اس بُغض کو ظاہر کرتے ہوئے پُوری دنیا کو بتا دیا ہے۔ کہ پاکستان سے اس کی دشمنی کی اصل وجہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنی ایک تقریر میں جسے بھارت ریڈیو نے سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد بڑے طمطراق سے نشر کیا، پاکستان کے خلاف اپنے عناد کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ پاکستان کا وجود اس لیے گوارا نہیں کر سکتیں کہ یہ ملک دین کی اساس پر قائم ہوا ہے اور ہم اس تصوّر کے خلاف ملک کو لادینی بنیادوں پر اُستوار کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان درحقیقت اسلام سے نسبت کی وجہ سے مغربی قوموں کی نظر میں خار بن کر کھٹکتا ہے۔ اس ایک وجہ کے علاوہ اس سے بغض و عناد کی کوئی دوسری وجہ نظر نہیں آتی۔ اس نے دوسری قوموں کے ساتھ ہمیشہ شریفانہ رویّہ اختیار کیا ہے اور ان کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی کبھی گریز نہیں کیا۔ تقسیم کے وقت اس سے ہر قسم کی ناانصافیاں کی گئیں مگر اس نے ان سب کو صبر سے برداشت کیا۔ پھر ریاستوں کے انضمام کے بارے میں بھارت نے یہ اصول خود ہی طے کیا کہ ان ریاستوں کے عوام جس طرف شمولیت کا فیصلہ کریں گے ریاست کو اس ملک کے ساتھ وابستہ کر لیا جائے گا۔ اسی اصول کے تحت حیدر آباد، جوناگڑھ اور دوسری ریاستوں کو بزورِ قوت ہندوستان میں شامل کر دیا گیا کیونکہ وہاں آبادی کی اکثریت غیر مسلموں پر مشتمل تھی مگر جب اسی اصول کے مطابق ریاست جموں اور کشمیر کے الحاق کا سوال پیدا تو بھارت نے اُسے مسترد کرتے ہوئے اس پر بزورِ شمشیر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ پاکستان نے جب اس صریح ظلم اور ناانصافی کے خلاف آواز بلند کی اور اس کے ناپاک عزائم کی راہ میں حائل ہونے کی جدوجہد کی تو مغربی قومیں یو۔ این۔ او کی وساطت سے فوراً اس کی دستگیری کو آ پہنچیں اور پاکستان کو فائر بندی پر مجبور کرتے ہوئے اس سے یہ وعدہ کیا کہ اس ریاست کی قسمت کا فیصلہ اس کے عوام کی خواہش کے مطابق کیا جائے گا مگر افسوس یہ وعدہ یو۔ این۔ او کی قراردادوں تک ہی محدود رہا اور کسی قوم نے بھی بھارت کو اس کے ایفا پر مجبور نہیں کیا۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں جب تک بھارت کا پلڑا بھاری رہا اس وقت تک مغربی قومیں بڑی خاموشی

سے تماشا دیکھتی رہیں مگر جونہی حالات میں تبدیلی پیدا ہونے لگی اور پاکستان کو کامیابی ہوتی نظر آئی تو بڑی قوموں نے جنگ بندی کی قراردادیں منظور کرنی شروع کر دیں۔ پاکستان نے اس معاملے میں بھی ان قوموں کے مطالبہ کو تسلیم کر لیا، درآنحالیکہ وہ پہلے کئی مرتبہ ان سے زخم کھا چکا تھا۔ اس کے بعد تاشقند میں اس ملک کے ساتھ جو شرمناک کھیل کھیلا گیا اور جس طرح میدانِ جنگ میں جیتی ہوئی بازی کو گفت و شنید کی میز پر شکست میں بدل دیا گیا اُس سازش سے پوری دنیا واقف ہے۔

اس جنگ کے بعد امریکہ اور رُوس دونوں نے بھارت کی بھرپور مدد کی اور اسے ایک سلگے بندھے منصوبے کے تحت ہر قسم کی قوت بہم پہنچائی تاکہ وہ پاکستان کو ضرب کاری لگا سکے۔ اس جنگ میں امریکہ اور روس کا جو کردار رہا ہے وہ پُوری دنیا کے سامنے ہے۔ امریکہ اور روس دونوں نے پہلے تو بھارت کو جنگ کے جدید ترین اسلحہ سے لیس کیا اور پھر آخری وقت اور عین جنگ کے دوران روس کے تربیت یافتہ افراد بھارتی سپاہ کی رہنمائی کرتے رہے اور امریکہ قراردادیں پاس کرنے اور طفل تسلیاں دینے میں وقت صرف کرتا رہا۔ پاکستان ایئر فورس کے سربراہ نے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے یہ حقیقت ظاہر کر دی ہے کہ دنیا کی کسی قوم نے بھی پاکستان کی مدد نہیں کی اور طیارے تو بڑی چیز ہے کسی نے کوئی پرزہ تک نہیں دیا۔ جس انداز سے بھارت نے یہ ساری جنگ لڑی ہے اُسے دیکھتے ہوئے اس حقیقت کا سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں کہ پاکستان پر حملے کا سارا منصوبہ اور پھر جنگ کا پُورا نقشہ بھارت کے اربابِ بست و کشاد اور بھارتی افواج کے سالار تیار نہیں کر سکتے۔ اس پوری سکیم کو بڑی قوتوں نے ترتیب دیا اور پھر ان عظیم طاقتوں کے ماہرین نے بڑی چابکدستی کے ساتھ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

امریکہ اور روس کی بھارت نوازی اور پاکستان دشمنی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ امریکہ نے بحرِ ہند میں روس کے تفوق اور تسلط کو گوارا کر لیا ہے مگر اس کا ہاتھ روکنے کی کوشش نہیں کی۔ امریکہ اگر کیوبا کے معاملے میں روس کو سرنگوں کر سکتا ہے تو پاکستان کے معاملے میں بھی اگر وہ چاہتا تو روس کو ظلم سے روک سکتا تھا مگر یُوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ جو کچھ ہُوا ہے بڑی قوموں کی ملی بھگت سے ہوا ہے۔ اس لیے ان میں کسی نے بھی عملی طور پر استبداد کے راستے میں مزاحم ہونے کی معمولی کوشش بھی نہیں کی۔

امریکہ کے وزیر خارجہ ولیم راجرز اور اس کے صدر نکسن کے حالیہ بیانات بھی اس امر کی پوری تصدیق کرتے ہیں۔ راجرز نے بڑے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ وہ بھارت اور روس کے مابین دفاعی معاہدے کے باوجود بھارت سے اچھے تعلقات رکھنے کے آرزومند ہیں۔ اور اسے کسی قیمت پر بھی ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ نکسن صاحب روس کے ظلم واستبداد اور یو۔ این۔ او میں اس کے کردار اور عالمی رائے کے خلاف اُس کے نہایت توہین آمیز رویے کے باوجود اس کے شکر گذار ہیں کہ اُس نے مغربی پاکستان پر بھارت کی یلغار کو روکنے میں مدد دی ہے ورنہ اس حصّے کا بھی وہی حشر کیا جانے والا تھا جو مشرقی پاکستان کا ہُوا ہے۔ یہ بیان اگر اہلِ پاکستان کے مجروح دلوں پر نمک پاشی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر ان بڑی طاقتوں کے اندر ضمیر کی کوئی رمق اور عدل وانصاف کا کوئی معمولی پاس بھی ہوتا تو وہ پاکستان پر یہ احسان جتلانے کے بجائے اُس کی ڈھارس بندھانے کی کوشش کرتیں اور اُسے اس امر کا یقین دلاتیں کہ اس کے ساتھ جو ظلم وزیادتی ہوئی ہے اس کی پوری پوری تلافی کی جائے گی اور آئندہ اس جارحیت کو پُوری قوت سے روکا جائے گا مگر یہ معقول طرزِ عمل اختیار کرنے کے بجائے پاکستان کو یہ وعید سنائی جا رہی ہے کہ مغربی پاکستان کی آزادی بھی سلب ہونے والی ہے اور اس میں جو تاخیر ہو رہی ہے وہ صرف امریکہ اور روس کے صبر وتحمل کا صدقہ ہے۔ الکفر ملۃ واحدۃ کی صداقت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

غیروں نے ہمارے ساتھ جو کچھ کیا ہے انہیں یہ کرنا ہی تھا۔ ہمارے لیے اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں بلکہ وہ اگر اس سے مختلف روش اختیار کرتے تو ہمیں واقعی بڑی حیرت ہوتی۔ جس طرح روشنی کسی صورت بھی تاریکی کو برداشت نہیں کر سکتی اسی طرح کفر اسلام کا کسی طور پر بھی حامی نہیں ہو سکتا۔ اسلام کی بیخ کنی کے لیے ہزاروں نہیں لاکھوں قوتیں زیرِ زمین اور بالائے زمین سرگرم عمل ہیں۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ ہم خود اسلام کے ساتھ جو شرمناک کھیل کھیل رہے ہیں اس سے باز آئیں اور اپنی قوت وطاقت کے اس واحد سرچشمے سے کماحقہٗ فائدہ اٹھائیں۔ غور کیجیے کہ اسلام کے بغیر پاکستان کے وجود کا آخر کیا جواز باقی رہتا ہے۔ اخوت کے اس ایک رشتے کے علاوہ پاکستان کی آبادی کے مابین کوئی ایک چیز بھی قدرِ مشترک کی حیثیت نہیں رکھتی۔ مگر اس قدرِ مشترک کے خلاف ہم نے جو بھیانک سازشیں کی ہیں، وہ درحقیقت ہماری تباہی کا باعث بنی ہیں۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک حالات کا جائزہ لیجیے اور دیکھیے کہ کیا ہم مجموعی طور پر اسلام سے

قریب تر ہوتے ہیں یا اُس سے دُور ہٹے ہیں، کیا ہم نے مجموعی طور پر اسلامی اقدار کو اپنانے کی کوشش کی ہے یا اُن کے خلاف مختلف محاذ کھولے ہیں؟ کیا ہمارے اندر اپنے رب کو راضی کرنے کا جذبہ پیدا ہوا ہے یا طاغوت کا سہارا لے کر زندہ رہنے کی خواہش اُبھری ہے۔ یہ وہ سوالات ہیں جن پر ہم سے ہر شخص کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ مغربی قوموں کے اطوار اپنانے اور ان کی معاونت اور دستگیری پر تکیہ کرنے کا جو ہولناک انجام ہو سکتا تھا وہ ہم نے پوری طرح دیکھ لیا ہے۔ اسلام کے رشتے کے کمزور پڑنے سے اہلِ پاکستان کے درمیان انتشار پیدا ہوا اور محبت اور اخوت کی جہانگیری کے بجائے علاقائی عصبیتوں نے سر اٹھایا اور ہمیں ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار کر دیا۔ مغربی تعلیم اور اس کے نتیجے میں پھیلنے والے ملحدانہ نظریات و افکار نے ہمیں دین سے برگشتہ کیا، ہماری تخلیقی صلاحیتوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا، ہماری ملی اساس پر تیشہ چلایا، ہمیں مغرب کی غلامی کا خوگر بنایا اور ہمارے رگ و پے میں اُن ساری برائیوں کو سرایت کر دیا جو اہلِ مغرب میں موجود ہیں۔ مغرب کے اندھے مقلد بننے کی وجہ سے ہم اس کی کوئی خوبی تو اپنا نہ سکے مگر اس کی خامیوں کو ہم نے پوری شدت سے اپنانے کی کوشش کی۔ ابن خلدون کے بقول نقال قومیں ہمیشہ دوسری قوموں کے معائب کو اختیار کرتی ہیں ان کے محاسن کو اختیار نہیں کر سکتیں کیونکہ اگر ان کے اندر محاسن کو اختیار کرنے کی صلاحیت اور تڑپ ہو تو پھر انھیں نقالی کرنے کی کوئی ضرورت پیش نہیں آتی، وہ خود اپنے لیے کوئی الگ راہ متعین کر لیتی ہیں۔ نقالی کی روش صرف وہی قومیں اختیار کرتی ہیں جو عزم و ہمت سے عاری ہوں، جن کی ذہنی صلاحیتیں مفلوج ہو چکی ہوں اور جو میدانِ عمل میں ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئی ہوں۔

گذشتہ ڈیڑھ سو برس سے ہم مغربی قوموں کی نقالی میں مصروف ہیں اور ہماری ان کوششوں کا جو حشر ہوا ہے وہ بھی ہم سب کے سامنے ہے۔ دنیا کا کوئی ایک مسلمان ملک بھی ایسا نہیں جسے اسلام کو تیاگ کر کوئی قوت اور عزت حاصل ہوئی ہو بلکہ صاف طور پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اسلام اس قوم کے لیے بمنزلہ روح ہے۔ جوں جوں مسلم قوم کے جسد سے یہ روح نکلتی ہے اس کا اجتماعی ڈھانچہ مضمحل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ہر شعبے پر بالکل مردنی چھا جاتی ہے۔ خدا کو جس اُمت سے محبت ہے اور جس کی تائید و نصرت کا اُس نے وعدہ کیا ہے وہ وہی اُمت ہے جو بندگیِ رب کو اپنا سب سے بیش قیمت سرمایہ سمجھتی ہے جسے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر ناز ہے جس کا اسلام پر غیر متزلزل یقین ہے (باقی ص ۴۲ پر)